ان الصلاۃ کانت علی المؤمنین کتبا موقوتا

صلاۃ کے مفہوم پر مدلل اور جامع الاراء کتاب

حول الصلاۃ

مصنف: علامہ محمد ظہیر الدین قرآنی

مکتبہ اہل قرآن

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم و سلام علی من اتبع الھدی فاما بعد صلاۃ کا ذکر قرآن شریف میں بہت جگہ پر آیا ہے اور یہ معنی الصلاۃ خصوصا اہل قرآن اور قدیم فقہاء کے درمیان معرکۃ الاراء مسئلہ ہے اور الصلاۃ سیر حاصل بحث کرنا بہت سے لوگوں کے شک و تردد کو دور کرتا ہے لہذا تعلیم صلاۃ پر ایک مفرد و مستقل کتاب لکھنا میں نے ضروری سمجھا ورنہ میں صلاۃ کے بارے میں اپنی کتاب فقہ البینات وا لمستشفی یا لسان القرآن میں اچھی بحث کر چکا ہوں ۔ الصلاۃ کے بارے میں مختلف ابواب میں بحث ہو سکتی ہے ۔

الصلاۃ کا معنی

الصلوۃ عربی زبان کی اصطلاح ہے جس سے اہل عرب یہ معانی مراد لیتے ہیں 1) دین وقانون 2) رکوع و سجود والی عبادت (نماز) 3) دعا 4) عبادت کرنا تابعداری کرنا ۔

عبادت و تابعداری یہ صلاۃ کا اصل و مستقل اور ظاہری معنی ہے یعنی ایسا معنی ہے جو اس سے فورا بغیر کسی قرینہ کے سمجھ آتا ہے قرآن شریف میں بھی جہاں صلاۃ یا اسکے مشتقات بغیر کسی قرینے کے وارد ہوئے ہیں وہاں مراد تابعداری ہے مثلا اردو میں لفظ ابو ہے اس کے ظاہری معنی جو فورا بغیر کسی قرینے کے سمجھ آتے ہیں وہ والد کے معنی ہے لیکن بعض اوقات دادا کو بھی ابو کہہ دیتے ہیں یہ اسکے غیر ظاہری و غیر مستقل معنی ہے اس کو مراد لینے کے لئے کلام کے سیاق یا دلالت حال سے دلیل لانے ہوگی اور بلا دلیل غیر ظاہری معنی لینا کلام میں تحریف ہے ۔

یاد رکھیں صلاۃ کے جس مفہوم سے اہل عرب یا کلام اللہ یا فصحاء عرب کے کلام کا سیاق و سباق آشنا نہیں وہ باطل ہے کیونکہ وہ عربی مفاہیم نہیں ہیں خود سے تراشے ہوئے معانی ہونگے اور قرآن شریف عربی زبان میں نازل ہوا ہے نہ کہ کسی اور بناوٹی زبان میں اور قرآن شریف کے مفاہیم اہل عرب کے ذریعے اللہ تعالی نے محفوظ رکھے ہیں اگر وہ مٹ جاتے تو قرآن شریف بھی بیکار ہو جاتا مٹ جاتا ۔

قرآن میں الصلوۃ آتا ہے تو دین یا نماز یا تابعداری کے معنی میں آتا ہے اور جب صلوۃ قائم کرنے کی بات ہوتی ہے اس کے مخصوص اوقات متعین ہو رہے ہوتے ہیں تو مراد نماز یعنی رکوع و سجود والی عبادت ہوتی ہے کیونکہ دین قائم کرنے کے لئے کوئی مخصوص اوقات نہیں ہیں وہ تو ہر وقت ہی قائم رہنا چاہیئے اور تابعداری بھی اللہ کی ہر حالت میں ہونی چاہیئے ایسا نہیں ہو تاکہ بس مخصوص اوقات میں اللہ تعالی کی تابعداری کرو باقی وقتوں میں ضروری نہیں تو نماز کا معنی متعین ہوا۔

الصلوۃ ایسی عبادت ہے جس میں رکوع و سجدے ہوں اسکو نماز بھی کہتے ہیں یہ ہر سماوی مذہب میں رہی ہے یہود و نصاری میں رہی ہے اور نصاری اب بھی نماز پڑھتے ہیں جس میں وہ بائبل پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں دعا کرتے ہیں اور مجوس بھی نماز پڑھتے ہیں انکے پاس اوستا ہے جس کو اپنے نبی زرتشت کی الہامی کتاب مانتے ہیں تو یہ نماز کوئی نئی بدعت نہیں بلکہ قرآن شریف سے ثابت اور گزشتہ کلام سماوی بھی ثابت ہے ۔

الصلاۃ کا لغوی معنی کا بیان تاج العروس میں یوں ہے کہ الصلوۃ عبادۃ فیھا رکوع و سجود ترجمہ : الصلوۃ ایسی عبادت کو کہتے ہیں جس میں رکوع و سجود ہوں (تاج العروس) اور لسان العرب میں ہے الصلوۃ رکوع و سجود ترجمہ : الصلوۃ رکوع و سجود کو کہتے ہیں (لسان العرب) یہ لغوی صلاۃ ہے اور اللہ نے اس میں قیام تعظیمی اور تلاوت قرآن شریف کو فرض کر دیا ہے جس کا بیان آئے گا ان شاء اللہ۔

مسئلہ : صلی یصلون مصلی مصلین مصلون یہ باب تفعیل سے ہے اسکا ترجمہ پیروی کرنا ہوتا ہے اور جب علی کے صلے کے ساتھ اور مجرور زندہ ہو تو رہنمائی کرنے کے معنی دیتا ہے اور جب مجرور زندہ نہ ہو تو دعا خیر کرنے کے معنی میں آتا ہے یہ قرآن میں نماز پڑھنے کے معنی میں نہیں آتا ملاحظہ کریں :

جب ایک گھوڑا مقابلے میں آگے والے گھوڑے کے پیچ لگ جاتا ہے تو اہل عرب اسے یوں تعبیر کرتے ہیں صلی الفرس الفرس ترجمہ : "گھوڑے نے گھوڑے کی پیروی کی" اور صلی الفرس فی السباق ترجمہ "گھوڑا مقابلے میں دوسرے نمبر پر آیا" اور مقابلے میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو اہل عرب المصلی کہتے ہیں دوسرا گھوڑا پہلے گھوڑے کی پیروی میں ہوتا ہے اس لئے اسے المصلی کہہ دیا اور مزید دلائل قرآن مبین سے دیکھیں :

1) فلا صدق ولا صلی (۳۱) ولکن کذب وتولی (القیامۃ : ۳۲) ترجمہ : تو نہ اس نے تصدیق کی اور نہ فرمانبرداری کی بلکہ اس نے تکذیب کی اور منہ موڑ لیا۔ توجہ کریں کہ آیت میں بات کافر کی ہو رہی ہے کہ اس نے سچ نہیں مانا اور نہ ہی پیروی کی لا صلی کا ترجمہ ہے اس پیروی نہیں کی یہ ترجمہ کرنا غلط ہے کہ اس نے نماز نہیں پڑھی یہ ترجمہ بنتا ہی نہیں کیونکہ کافر کے بارے میں نماز پڑھی یا نہیں پڑھی یہ گفتگو نہیں ہوتی اور اللہ نے اس آیت میں صلی کو تولی کے مقابلے میں استعمال کیا ہے اور تولی کا معنی تسلیم نہ کرنا، منہ موڑ لینا تو ظاہر ہے صلی کا معنی ہوگا فرمانبرداری کرنا۔

2) إذا مسہ الشر جزوعا (۲۰) وإذا مسہ الخیر منوعا (۲۱) إلا المصلین (سال سائل : ۲۲) ترجمہ : جب اس (انسان) کو شر پہنچے تو وہ بڑا بے صبرا ہوتا ہے اور جب اسے بھلائی پہنچے تو وہ بڑا کنجوس ہو جاتا ہے سوائے تابعداروں کے۔ یہاں المصلین کا ترجمہ نماز پڑھنے والے نہیں ہو سکتا کیونکہ کثیر نماز پڑھنے والے بے صبرے اور کنجوس ہوتے ہیں اور آیت کے مطابق المصلین بے صبرے اور کنجوس نہیں ہوتے۔

3) أرأیت الذی ینھی (۹) عبدا إذا صلی (۱۰) أرأیت إن کان علی الھدی (۱۱) أو أمر بالتقوی (۱۲) أرأیت إن کذب وتولی (اقرء : ۱۳) ترجمہ : تیری اسکے بارے میں کیا رائے ہے جو بندے کو روکے جب وہ فرمانبرداری کرے تیری کیا رائے ہے اگر وہ ہدایت پر ہو یا وہ تقوی کا حکم دے تیری کیا رائے ہے اسکے بارے میں اگر وہ جھٹلائے اور منہ موڑ لے۔

توجہ کریں اللہ نے صلی کو تولی کے مقابلے اور ضد میں استعمال کیا ہے اور تولی کا معنی تسلیم نہ کرنا تابعداری نہ کرنا تو اسکی ضد صلی ہے تو صلی کا معنی ہوگا تابعداری کرنا، تسلیم ہو جانا۔

صلی جب علی کے صلے کے ساتھ اور مجرور زندہ ہو تو رہنمائی کرنے کے معنی دیتا ہے لیکن بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ صلی جب علی کے ساتھ آئے تو دعا کرنے یا رحم کرنے کے معنی میں آتا ہے اور یہ غلط ہے ہم اسے ثابت میں کریں گے اور اپنی بات میں ثابت کریں گے۔

1) ھو الذی یصلی علیکم وملائکتہ لیخرجکم من الظلمات إلی النور وکان بالمؤمنین رحیما (الأحزاب : ۴۳) ترجمہ : "وہ ہی تو ہے جو تم تمہاری رہنمائی کرتا ہے اور اسکے فرشتے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے کی طرف لائے اور وہ مومنین پر خوب مہربان ہے"۔ اب یہاں پر دعا کرنے کا ترجمہ درست نہیں ہے کیونکہ اللہ کسی کے لئے دعا نہیں کرتا وہ تو دعا قبول کرتا ہے اور رحم کرنا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اسکے بعد اندھیروں سے اجالے کی طرف لانے کو علت بتایا جا رہا ہے یہ رحم کرنے کی علت نہیں بن سکتی بلکہ رہنمائی کرنے کی علت بنے گی کیونکہ اللہ رحم محض انسانوں اور جانوروں پر انھیں ہدایت دینے کے لئے نہیں کرتا کھانا پینا دنیاوی اسباب اور آسائش کا ہدایت سے کوئی تعلق نہیں ہے ہاں رہنمائی کرنے کا ہدایت سے تعلق ہے کہ وہ تمہاری رہنمائی اس لئے کرتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نکال کر اجالے میں لائے۔

2) أولئك عليهم صلوات من ربهم ورحمة (البقرة : ۱۵۷) ترجمہ : " یہ وہ لوگ ہیں جن پر انکے آقا کی طرف سے ہدایتیں اور رحمت ہے " ۔ یہاں صلوات علی کے صلے کے ساتھ آیا ہے جسکا ترجمہ رحمت نہیں ہوسکتا ہے کیونکہ رحمت کے بارے میں اسکے بعد ہی واو مغائرت کے ساتھ آرہا ہے اور دعائیں بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ ترجمہ ہی غلط ہے ۔

مخالفین کا رد

مخالفین کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ الصلاۃ کے ایک ہی معنی لیتے ہیں اور قرآن شریف میں جہاں بھی صلاۃ آیا ہے اس سے ہر جگہ وہی معنی مراد لیتے ہیں یہ بڑی غلطی ہے ۔ مخالفین کی دو قسمیں ہیں پہلے وہ ہیں جو کہتے ہیں الصلاۃ کا معنی نظام ربوبیت ، دین ہے اور نماز بھی نظام ربوبیت کا حصہ ہوسکتی ہے اور اسے ہر لفظ صلاۃ کے لئے فٹ کرتے ہیں یہ باطل ہے کیونکہ یہ مفہوم ہر جگہ نہیں ہوسکتا مثلاً اقم الصلاۃ لدلوك الشمس الی غسق اللیل و قرآن الفجر (بنی اسرائیل) ترجمہ : " نماز قائم کر سورج غائب ہونے پر رات چھانے تک اور نماز فجر کا قرآن بھی تجھ پر لازم ہے " اس آیت میں اگر نظام ربوبیت یا دین کا مفہوم لیں تو یہ درست نہیں بیٹھے گا کیونکہ اس آیت میں صلاۃ کے لئے مخصوص اوقات بتائے جارہے ہیں کہ ان میں صلاۃ قائم کرو جب کہ دین قائم کرنا ہر وقت فرض ہے اس کے لئے کوئی مخصوص وقت نہیں کہ فلاں وقت آئے گا تو دین و نظام ربوبیت قائم کریں ورنہ نہیں ۔ یوں ہی فرمایا فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ (الجمعہ) ترجمہ : " پھر جب نماز ختم کر چکو تو زمین سے پھل جاؤ اور اللہ کے فضل کا حصہ تلاش کرو " اس آیت میں اگر صلاۃ کا ترجمہ نظام ربوبیت کردیں تو معنی بنے گا جب نظام ربوبیت ختم کر چکو تو زمین میں پھل جاؤ نعوذ باللہ یہ غلط ترجمہ ہے اور اسی طرح اور بھی آیات ہیں مثلا یا یھا الذین آمنوا لا تقربوا الصلوۃ وانتم سکری (النساء : ۴۳) ترجمہ : " اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو نشے کی حالت میں نماز کے قریب بھی نہ جاؤ " اور نماز کی جگہ نظام ربوبیت یا دین رکھ دیں جو ترجمہ بنے گا نشے میں دین کے قریب بھی مت جاؤ نعوذ باللہ اب جب وہ دین کے قریب ہی نہیں جائے گا تو نشے سے توبہ کیسے کرے گا نشہ کیسے چھوڑے گا لیکن تاویلیوں کی یہ بھیانک سنت ہے کہ جب وہ ایک آیت میں تحریف کرتے ہیں تو انہیں پورے سیاق کلام کو تبدیل کرنا پڑتا ہے پورے کلام میں تحریف کرنی پڑتی ہے ۔

مخالفین کی دوسری جماعت جو روایت پرست ہے وہ ہر جگہ الصلاۃ کا ترجمہ نماز کر ڈالتے ہیں یہ بھی نہایت باطل ہے کیونکہ کئی جگہ یہ معنی سیاق کلام کے خلاف و تحریف ہوگا مثلا فرمایا الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموت والارض والطیر صفت کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ (النور : ۴۱) ترجمہ : " کیا تو نے نہیں دیکھا کہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے پر پھیلائے اللہ کی تابعداری کرتے ہیں سب نے اپنی صلاۃ اور تسبیح کو جانتا ہے " انہوں یہاں بھی صلاۃ کا ترجمہ نماز کردیا جب کہ یہ سیاق کلام کے بلکل خلاف ہے کیونکہ جو بھی آسمانوں اور زمین میں ہیں اور پرندے نماز کو نہیں جانتے بلکہ بہت سے تو کفار ہیں ان کو یہ نہیں پتہ کہ نماز کیسے ادا کرتے ہیں اور پرندوں اور جانوروں کا نمازوں سے کیا لینا دینا بلکہ صلاۃ سے مراد یہاں طور طریقہ و قانون فطرت ہے. جس پر وہ چل رہے ہیں اور یوں ہی فرمایا ولا صدق و لا صلی ولکن کذب و تولی (القیمۃ) ترجمہ " اور نہ تصدیق کی اور نہ ہی تابعداری کی بلکہ ٹھکرایا اور منہ پھیر لیا " اب اگر صلی کے معنی یہ کریں کہ نہ تصدیق کی نہ نماز پڑھی جیسا کہ روایتی حضرات کا ترجمہ ہے تو سیاق کلام کے بلکل خلاف اور تحریف ہے کیونکہ یہاں ایمان کی وجوہات بتائی جارہی ہیں کہ ایمان لانے کے لئے تصدیق و تابعداری کرنی تھی لیکن اس نے حق کو رد کیا اور اس سے منہ موڑ لیا اب یہاں نماز کا کیا تعلق ہے ! نماز پڑھنے والے کافر منافق بھی ہوسکتا ہے نماز عبادت ہے لیکن ایمان کی دلیل نہیں ۔

نماز کے طریقے کا بیان

نماز رکوع سجدے والی عبادت کو کہتے ہیں اللہ نے انہیں قرآن شریف میں فرض کیا اور اسکے اوقات متعین اور مقرر کئے اسکے لوازم بتائے لیکن اس کے لئے کوئی شکل و طریقہ مخصوص نہیں کی کہ رکعت اتنی ہوں یا سجدے و رکوع اتنے اتنے ہوں یہ شکل کا

انتخاب اللہ نے بندوں پر چھوڑ دیا کہ اپنے حالات کے حساب سے اسے طے کرلیں لیکن رسول اللہ نے اکیلے یا فقہاء صحابہ اولین کے ساتھ مل کر نماز کو اپنی رائے سے اور امت کی آسانی کے لئے اسے ترتیب اور شکل دی اور اسکی رکعات مخصوص کیں شاید اس حکمت سے کہ امت میں طریقہ نماز میں کثرت اختلاف پیدا نہ ہو یہ کوئی تشریعی حکم نہیں بلکہ ایک اجتہادی و مصلحتی فیصلہ ہوسکتا ہے جو حالت سازی کے لئے کئے جاتے ہیں اسکا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا یہ رائے محض ہے اور فیصلہ تو صرف اللہ تعالی کا ہے حاکمیت صرف اللہ کی ہے ربوبیت صرف اللہ کی ہے عبادت صرف اللہ کے لئے ہے کسی نبی وولی کے لئے نہیں اور جو نبی کو شریعت ساز ٹھہرائے انہیں حاکم مستقل مانے کہ انکے فیصلے کو شرعا حجت مانے تو اسکی تکفیر فوری ہے اسکا جہل و تاویل عذر نہیں کیوں کہ یہ شرک اکبر سب سے بھیانک صورت ہے شرک فی العبادۃ ہے سب پر لازم ہے کہ فیصلہ کریں تو اللہ کے کلام سے کریں لہذا یہ مطالبہ کرنا کہ نماز روایتی طریقہ قرآن میں دیکھاؤ تو کفایت قرآن و وضاحت قرآن کی آیات بینات پر ایمان لائیں گے ورنہ ٹھکرائیں گے صریح کفر و شرک ہے ۔

نماز سے رکوع وسجدہ ہٹادے تو وہ نماز نہیں ہے اور اسی طرح اللہ نے قیام عزت اور تلاوت قرآن میں فرض نماز بھی فرض کی ہے اسکے بغیر نماز نہیں ہوگی اسکی پوری تفصیل آگے آئے گی ۔

نماز کی تعداد اور اس میں مختلف آراء

اہل اسلام کے درمیان نماز کی تعداد میں اختلاف ہے اس میں صرف دو رائے ہیں 1) فرض نمازیں صرف دو ہیں 2) فرض نمازیں صرف تین ہیں ہر ایک کے اپنے دلائل ہیں :

تین نماز فرض ماننے والوں کے دلائل

بعض علماء کا موقف ہے کہ ایک دن میں صرف تین نماز فرض ہیں نماز فجر، نماز عصر اور نماز عشاء اور اسکے دلائل ملاحظہ کریں :

١) اقم الصلوۃ طرفی النھار و زلفا من اللیل (ھود: ۱۱۴) ترجمہ : " نماز دن دونوں کناروں اور رات کے کچھ حصوں میں ادا کر" اس میں تین ہی نمازوں کی فرض کیا ہے دن کے پہلا کنارہ وقت فجر ہے اس میں نماز کرنی ہے یعنی نماز فجر اور دن کے دوسرا کنارہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے سورج زرد ہونے کا وقت یہ نماز عصر ہے اور رات کے حصوں میں نماز وہ نماز عشاء ہے ۔

٢) وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب (۳۹) ومن اللیل فسبحه وأدبار السجود (ق: ۴۰) ترجمہ : " اور اپنے آقا کی تعریف کے ساتھ سورج کے طلوع ہونے سے قبل اور غروب سے قبل نماز ادا کر اور رات کے بعض حصوں میں نماز ادا کر اور سجدوں کے بعد بھی " ۔ اس ایت کے تحت ان فقہاء نے فرمایا کہ سورج کے طلوع ہونے سے قبل یہ نماز فجر ہے غروب سے قبل یہ نماز عصر ہے اور رات کے بعض حصوں میں یہ عشاء ہے یہ تین نمازیں ہوئیں اور تسبیح کا یہاں معنی نماز ہے جیسا کہ اہل عرب میں مشہور و مستعمل ہے ۔

٣) وسبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس و قبل غروبها و من آناء اللیل و اطراف النھار لعلك ترضى (طه: ۱۳۰) ترجمہ " اور اپنے آقا کی حمد کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے اور اسکے غروب ہونے سے پہلے اور رات کے کچھ حصوں میں نماز ادا کر اور دین کے کناروں میں تاکہ تو راضی ہو" اس ایت سے معلوم ہوا کہ نماز تین ہیں سورج نکلنے سے قبل اور غروب سے قبل یہ فجر اور عصر ہوگئی اور رات کے بعض حصوں میں یہ عشآء ہے اور دن کے کناروں میں یہ فجر اور عصر کا دوبارہ تاکید کے طور پر ذکر ہے تو یہ تین نمازیں ہوئی جو فرض ہیں ۔

۴) رب تعالی نے نماز وسطی کو دین میں قائم کیا ہے اور وسطی کا مطلب ہوتا ہے درمیانی اور درمیان کی بات تب ہی ہوسکتی ہے جب نماز کی تعداد تین ہوں اور دو کا کوئی درمیان نہیں ہوتا ۔

دو فرض نماز ماننے والوں کے دلائل

بعض فقہاء کے نزدیک ایک دن میں صرف دو نمازیں فرض ہیں نماز فجر اور نماز عشاء۔ دلائل ملاحظہ کریں :

۱) سبح بحمد ربك بالعشی و الابكار (غافر : ۵۵) ترجمہ : "اپنے آقا کی حمد کے ساتھ رات کی ابتدا اور صبح سویرے نماز ادا کر" اور فرمایا سبح بالعشی و الابكار (آل عمران:۴۱) ترجمہ : "رات کی ابتدا اور صبح سویرے نماز ادا کر"۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ نماز جو اللہ نے فرض کی ہیں وہ صرف دو ہیں نماز فجر اور نماز عشاء ان دو میں ہی اللہ نے وقت نماز کا انحصار کیا۔

۲) اقم الصلاۃ لدلوك الشمس الی غسق الليل و قرآن الفجر (بنی اسرءیل : ۷۸) ترجمہ : "سورج غائب ہونے پر رات چھانے تک نماز ادا کر اور نماز فجر کی قراءت بھی تجھ پر لازم ہے" اس ایت میں صرف دو ہی نمازیں فرض کی ہے پہلے عشاء اور دوسری فجر سورج غروب ہونے سے رات چھانے تک یہ عشاء ہے اور دوسری فجر ہے۔ دلوک الشمس سورج غائب ہونے کو کہتے ہیں معجم اللغۃ العربیۃ المعاصرۃ میں ہے دلكت الشمس : غابت ترجمہ : دلکت الشمس یعنی سورج غائب ہوا اور لسان العرب میں ہے و دلكت الشمس : غربت ترجمہ : دلکت الشمس کا معنی ہے سورج غروب ہوا اور یہ بات امام فراء لغوی نے کہی کہ اس شعر سے استدلال کیا غدوۃ حتی دلكت براح اور ابن قتیبہ نے یہ ہی قول اختیار کیا اور عربی شاعر ذی رمہ کے قول سے استدلال کیا ولا بالآفلات الدوالك (تفسیر الواحدی) غروب ہونے والا ستاروں کو الدوالک کہا اور طبری نے اپنی تفسیر سے یہ لغت ابن مسعود دو ابن عباس و ابی بن کعب نقل کی اور تفسیر در منثور میں یہ قول علی بن ابی طالب و ابن عباس و ابن مسعود سے نقل کیا ابن مسعود نے کہا دلوک الشمس یعنی سورج کا غروب ہونا عرب جب سورج غروب ہوتا ہے تو کہتے ہیں دلکت الشمس۔ اور یہ ہی بات ہمارے نزدیک راجح و صحیح ہے کیونکہ یہ دلوک کے اصل معنی کے قریب تر ہے دلوک کا معنی ہوتا ہے ڈھلنا اور سورج جب تک آسمان پر باقی ہے اس پر ڈھلنے کا اطلاق نہیں ہو سکتا ڈھلنے کا مطلب ہوتا ہے ایک حالت سے خارج ہو کر دوسری حالت میں داخل ہو جانا جیسے ہم کہتے ہیں فلاں کی جوانی ڈھل گئی ہے یعنی جوانی ختم ہو گئی ہے اور اسکا بڑھاپا شروع ہو گیا تو سورج تب ڈھلے گا جب وہ آسمان سے ختم ہو کر حالت غیوبت میں چلا جائے گا اور دوسری وجہ ترجیح یہ ہے کہ دلوک الشمس کا معنی اس آیت میں نصف نہار سے اترنا کرنا یہ قرآن شریف کی دیگر آیات بینات کے خلاف ہے کیونکہ نصف نہار سے اترنے پر اللہ نے تعالی کوئی نماز فرض نہیں کی بلکہ اس وقت میں دوسری آیتوں کے مطابق نماز کے اوقات سے خارج کیا ہے لہذا دلوک الشمس کا معنی غیوبت شمس ہی حق ہے۔

۳) سبح بحمد ربك حين تقوم و من الليل فسبحه و ادبار النجوم (الطور : ۴۸،۴۹) ترجمہ : "اپنے آقا کی حمد کے ساتھ نماز ادا کر جب تم اسکے لئے کھڑے ہو اور رات کے بعض حصوں میں نماز ادا کر اور ستاروں کے جانے کے بعد بھی" اس آیت کریمہ میں اللہ نے دو ہی نمازوں پر انحصار کیا ہے ایک رات میں اور دوسری ستاروں کے جانے کے بعد اور وہ وقت فجر ہے تو دو نماز ہوئیں نماز فجر اور نماز عشاء۔

۴) بعض علماء نے سورہ نور : 58 آیت سے بھی استدلال کیا ہے کہ اس میں صرف دو ہی نمازوں کا بیان کیا گیا ہے صلاۃ الفجر اور صلاۃ العشاء۔

دو نماز والے فقہاء کے جوابات

دو نمازوں والے فقہاء کہتے ہیں کہ صلاۃ وسطی جس نے تین نماز والوں نے استدلال کیا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ وسطی بمعنی نمازوں میں درمیانی نہیں ہے بلکہ وسطی بمعنی افضل نماز ہے جیسے قرآن شریف میں ہے كذلك جعلنكم امة وسطا یعنی بہترین جماعت اور اہل عرب کہتے ہیں ھواء وسط یعنی معتدل ھوا اور کہتے ہیں ھو من وسط قومہ یعنی وہ شخص اس قوم کے بہترین لوگوں میں سے ہے تو صلاۃ وسطی یعنی بہترین نماز ورنہ تین نماز کا رد دیگر آیات سے معلوم ہے۔

اور وہ یہ بھی جواب دیتے ہیں کہ وہ آیات جن سے تین والے تین نمازوں کا فیصلہ کر رہے ہیں دراصل آیت میں زلفا من اللیل یہ نماز عشاء کی توسیع ہے کوئی تیسری نماز نہیں یعنی دن کے دوسرے کنارے والی نماز کے باقی وقت کا ذکر ہے کہ وہ دن کے دوسرے کنارے سے رات کے ابتدائی حصے تک اس نماز کا وقت ہے۔ یاد رکھیں دونوں فریق کا اس بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ فجر و عشاء مشروع ہیں اختلاف عصر میں ہے کہ تین والوں کے نزدیک عصر میں نماز ہے اور دو والوں کے نزدیک عصر میں نماز ہے اور کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ان سب کو ملا کر پانچ ہو گئیں ہیں کیونکہ ان دونوں میں فجر اور عشاء کی تکرار ہے اضافی نماز بس عصر ہے اور اسکو بھی دو نماز والوں نے عشاء کے ابتدائی وقت میں شامل کیا اور وہ وقت سورج غروب ہونے کے بعد سے مانا ہے جب شفق کے زیادہ روشن ہونے کی وجہ سے دن کے آخری اثرات باقی ہوتے ہیں۔

صحیح موقف

میرے نزدیک صحیح یہ ہے کہ اللہ تعالی نے مختلف حالتوں میں مختلف حکم نازل کئے ہیں دو نماز والا حکم رخصت ہے اور تین نماز والا حکم عزیمت ہے اور اسلام کے متعدد احکام میں ایسا ہوا ہے لہذا تین نمازوں کا حکم عزیمت اور دو نمازوں کا حکم رخصت ہے ان دونوں میں عمل میں ترجیح اسے دی جائے جو احسن وزیادہ بہتر ہو تو جس پر رب تعالی نے زیادہ تاکید کی ہو اسے پہلے فوقیت دی جائے گی کیونکہ وہ ہی احسن وزیادہ بہتر ہے ورنہ اس پر اتنی تاکید نہ ہوتی مگر حالات کا تقاضا کم تاکید والے حکم کا ہو تو اس کو ترجیح ہوگی کیونکہ اب یہ احسن وزیادہ بہتر ہے تو اللہ نے فرمایا اتبعوا احسن ما انزل الیکم من ربکم من قبل ان یاتیکم العذاب بغتۃ و انتم لا تشعرون (الزمر: ۵۵) ترجمہ: "جو کلام تمہاری طرف تمہارے آقا کی جانب سے نازل کی گیا ہے اس کے زیادہ بہتر پہلو کی اتباع کرو قبل اس سے کہ تمہارے پاس اچانک عذاب آجائے اور تمہیں شعور بھی نہ ہو" اور فرمایا و امر بقومك یاخذوا باحسنھا (الاعراف: ۱۴۵) ترجمہ: "اور اپنی قوم کو حکم دے کہ وہ اس کتاب کے زیادہ بہتر پہلو کو اختیار کرے"۔

نماز کے مسائل

مسئلہ: نماز میں تلاوت قرآن فرض ہے اللہ نے اسکا حکم دیا ہے تو اللہ نے فرمایا اتل ما اوحی الیك من الکتب و اقم الصلوۃ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء و المنکر (العنکبوت: ۴۵) ترجمہ: "جو کتاب تیری طرف وحی کی گئی ہے اس کی تلاوت کر اور نماز ادا کر یقینا نماز زیادتی اور برائی سے روکتی ہے" اس آیت میں تلاوت قرآن کا امر موجود ہے۔

مسئلہ: نماز کو احترام سے کھڑے ہو کر قائم کرنا فرض ہے کیونکہ فرمایا حفظوا علی الصلوت والصلوۃ الوسطی وقوموا للہ قنتین (البقرۃ: ۲۳۸) ترجمہ: "نماز اور درمیانی نماز کی اہتمام کرو اور اللہ کے لئے ادب سے کھڑے ہو"۔ لہذا بغیر قیام کے صلوۃ کا شریعت میں کوئی تصور نہیں ہے صلوۃ شرعیہ میں قیام شامل ہے۔

مسئلہ: نماز میں کلام کرنا جو اسکی اصلاح کے لئے نہ ہو یا ایسا کوئی فعل کرنا جو احترام کے خلاف ہو مثلا ہنسنا اس سے صلاۃ باطل ہو جائے گی کیونکہ صلاۃ قیام تعظیمی کے بغیر مشروع نہیں کی گئی ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے۔

مسئلہ: نماز میں نمازی کی آواز معتدل ہونی چاہئے نہ بلند نہ پست فرمایا ولا تجھر بصلاتك ولا تخافت بھا وابتغ بین ذلك سبیلا (بنی اسرائیل: ۱۱۰) ترجمہ: "اور اپنی نماز کو بلند آواز سے نہ کر اور نہ ہی پست آواز سے کر اور اسکے درمیان ایک راستہ طلب کر" لہذا جو غیر معتدل آواز سے نماز قائم کرے اسکی صلوۃ باطل ہوگی کیونکہ شریعت میں ایسی صلوۃ نہیں ہے۔

مسئلہ: نماز بغیر طہارت کے مشروع و حلال نہیں وضوء کی صورت میں وضوء اور غسل واجب ہونے کی صورت میں غسل کے بغیر نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ : صحیح یہ ہے کہ نماز کے لئے تعدد رکعت مشروط نہیں یعنی ایک سے زیادہ رکعتیں ہوں یہ شرط نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ نے اپنی کتاب میں کہیں ایک رکعت میں صلاۃ کو مشروط نہیں کیا اور نہ ہی یہ ہے کہ الصلوۃ کا لغوی اطلاق متعدد رکعات پر نہ ہوتا ہو ہاں کم از کم رکعت ایک ہے جس میں ایک رکوع اور ایک سجدہ ہو کیونکہ اس سے کم پر عربی میں صلاۃ کا اطلاق نہیں ہوتا لیکن دوران قتال ایک رکعت سے زیادہ قائم کرنا حرام ہے جسکی دلیل اس کے باب آئے گی ان شاء اللہ ۔

مسئلہ : نماز یا کوئی بھی عبادت ناجائز طریقے کے ساتھ جائز نہیں مثلاً اگر کوئی غصب کی ہوئی جگہ پر یا کپڑے میں جماعت ادا کرنا کیونکہ اللہ نے اپنی عبادت کا حکم اسطرح نہیں دیا کہ اسکی منع کردہ طریقے پر اسکی عبادت کی جائے یہ حرام اور شریعت سے خارج ہے لہذا اگر کوئی مغصوبہ زمین پر صلاۃ قائم کرے تو اسکی صلوۃ باطل ہوگی ۔

مسئلہ : حائضہ پر بھی بقدر طاقت نماز فرض ہے کیونکہ اللہ رب العلمین نے مؤمنوں پر نماز وقت بندھی ہوئی فرض کی ہے اور حائضہ بھی مؤمنہ ہے حائضہ کافرہ نہیں ہوجاتی کہ اس پر نماز فرض نہ رہے لیکن حالت حیض میں نماز یوں قائم کی جائے کہ جن ایام میں عورت کو مسلسل حیض نہیں آرہا بلکہ وقفے مل رہے ہیں مثلاً گھنٹہ دو گھنٹہ یا پندرہ بیس منٹ کا وقت مل رہا ہے جس میں حیض نہیں آرہا تو وضوء کرکے اسھی میں نماز قائم کرلے اور اگر وقفہ ہی نہیں مل رہا تو یہ معذوری ہے لہذا بس وہ وضو کرے اور نماز قائم کرے اور عذر کی وجہ سے خون کو نظر انداز کرے یہ سب اس لئے کہ خود کو ناپاکی سے بچانا فرض ہے اگر بلا عذر ناپاکی میں نماز قائم کی تو یہ عبادت کا ناجائز طریقہ ہوگا اور ایسی عبادت مشروع نہیں لیکن اگر مجبور ہوجائے تو اب وہ عمل ناجائز نہیں رہا لہذا خون کے باوجود بھی نماز قائم کرے گی ۔

مسئلہ : اگر عورت کی عادت نہ ہو اس وجہ سے اسکو سمجھ نہ آرہا ہو کہ وقفہ کب ملے گا اور اندیشہ ہے کہ اگر خون رکا اور اس نے وضوء شروع کیا تو درمیان میں ہی خون آجائے گا اور بار بار وضوء کرنے سے طبیعت خراب ہوجائے گی کیونکہ دوران حیض بدن گرم ہوتا ہے تو اس صورت میں

مسئلہ : نماز جب مسجد میں قائم کی جائے تو اپنی زینت لے لینا فرض ہے اللہ نے فرمایا یبنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد (الاعراف: ۳۱) یعنی "اے بنی آدم ہر مسجد کے پاس اپنی زینت لے لو"۔

مسئلہ : نماز بلکہ ہر عبادت کی ادائیگی فوراً کرنا فرض ہے لہذا نماز کو اول وقت میں ادا کرنا لازم ہے اللہ نے فرمایا وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والارض اعدت للمتقین (آل عمران: ۱۳۳) یعنی "اور اپنے آقا کی مغفرت اور اس باغ کی طرف جلدی کرو جسکی چوڑائی آسمانوں اور زمین کی ہے پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے" اور فرمایا سابقوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا کعرض السماء والارض (الحدید: ۲۱) یعنی "اپنے آقا کی مغفرت اور اس باغ کی طرف سبقت کرو جسکی چوڑائی آسمان اور زمین کی ہے"

مسئلہ : نماز میں کسی جہت میں رخ کرنا ضروری نہیں اور نہ ہی مسجد حرام کی طرف رخ کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ جل شانہ نے اسے فرض نہیں کیا بلکہ فرمایا لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب (البقرۃ: ۱۷۷) یعنی "یہ نیکی نہیں ہے کہ تم اپنے چہرے مشرق یا مغرب کے طرف پھیر لو" اور مسجد حرام کے اطراف کے علاوہ کہیں اور سے مسجد حرام کی طرف رخ کرنا محال ہے جس کی وضاحت ہم استنجا کے بیان میں کرچکے ہیں ۔ بعض لوگوں نے ایک آیت سے غلط مفہوم لیا فرمایا من حیث خرجت فول وجھک شطر المسجد الحرام (البقرۃ) اسکا آیت سے انہوں نے یہ اخذ کیا کہ اپنا چہرہ نماز میں مسجد حرام کی طرف کرلو حالانکہ آیت مبارکہ میں نماز کا تو کہیں ذکر تک نہیں ہے بلکہ یہاں قبلہ یعنی مرکز توجہ کی تعیین کی بات ہورہی ہے کہ مسجد حرام کو اپنی توجہ کا مرکز بنالو ترجمہ یہ ہے کہ "تو جہاں بھی نکل آئے اپنی توجہ مسجد حرام کی طرف کرلے" ورنہ ان آیات میں صلوۃ کی کہیں بات نہیں ہوئی اور نہ ہی یہاں چہرے کا رخ کرنے کی بات ہورہی ہے ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ ہم جہاں بھی نکلیں تو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف رکھیں ۔

مسئلہ : نماز کے قیام میں دونوں ہاتھوں کو چھوڑنا لازمی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں نے اپنے جسم کے کسی حصے کو نہ چھوئے کیونکہ یہ ادب و احترام کے خلاف ہے اور قیام عزت واحترام نماز میں فرض ہے ۔

مسئلہ : جب نماز جماعت سے ہو تو مقتدی پر چپ چاپ اور توجہ سے امام کی قراءت سننا فرض ہے کیونکہ تلاوت قرآن کے وقت اسے توجہ سے چپ چاپ سننا فرض ہوتا ہے فرمایا اذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون (الاعراف : ۲۰۴) یعنی "جب قرآن پڑھا جائے تو اسے توجہ سے سنو اور خاموش رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے" ۔

مسئلہ : منفرد ہو یا امام اس پر کوئی خاص سورت یا خاص آیات پڑھنا لازم نہیں لیکن نماز مختصر و قلیل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ تھوڑی عبادت کرنا یہ منافقین کا طریقہ ہے جو اللہ کے نزدیک مذموم و مردود ہے اللہ نے فرمایا اذا قاموا الی الصلاۃ قاموا کسالی لا یذکرون اللہ الا قلیلا (النساء : ۱۴۲) ترجمہ : "جب وہ نماز کی طرف جانے کے لئے تیار ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتے ہیں"

مسئلہ : نماز کی قراءت کتاب اللہ سے پڑھ کر کی جائے تو یہ زیادہ اچھا اور بہتر ہے کیونکہ یادداشت سے پڑھنے میں غلطی کے امکانات ہوتے ہیں ۔

مسئلہ : مستحب ہے کہ رکوع و سجدے میں ذکر اللہ کرے جیسے مروجہ طور پر زبانی تسبیح و تکبیر کی جاتی ہے یأیھا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا (۴۱) وسبحوہ بکرۃ وأصیلا (الأحزاب : ۴۲) ترجمہ : "اے لوگوں جو تسلیم کر چکے ہو اللہ کو کثرت سے یاد کیا کرو اور اسکی پاکی صبح اور شام ظاہر کرو" ۔

نماز کو باطل کرنے والے امور کا بیان

مسئلہ : صلوۃ میں کلام کرنا جو صلاۃ کی اصلاح کے لئے نہ ہو یا ایسا کوئی فعل کرنا جو احترام کے خلاف ہو مثلاً ہنسنا اس سے صلاۃ باطل ہو جائے گی کیونکہ صلاۃ قیام تعظیمی کے بغیر مشروع نہیں کی گئی ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے اور اگر کلام صلوۃ کی اصلاح کے لئے ہو اور اس عمل سے قرآن توجہ سے سننے میں رکاوٹ بھی نہ ہو رہی ہو تو صلوۃ باطل نہیں ۔

مسئلہ : اگر دوران نماز اسکا قیمتی مال مثلاً موبائل یا بائک چرایا جارہا ہو یا اسے مارا جارہا ہو یا زیادہ اذیت دی جارہی ہو جو حد حرج تک ہو تو اسے صلوۃ توڑنا جائز ہے کیونکہ یہ حرج ہے اور جس معاملے میں بندہ حرج میں مبتلا ہو تو شرعاً اسکے معاملے میں وہ مکلف نہیں رہتا کیونکہ اسلام میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس حالت میں وہ کبھی بھی صلوۃ کا حق ادا نہیں کر سکے گا ۔

مسئلہ : جو نماز میں روئے یا کوئی دوسری آواز نکالے لیکن اگر وہ خلاف احترام نہ ہو تو صلوۃ باطل نہیں ہوگی ورنہ باطل ہو جائے گی ۔

مسئلہ : اگر درد سے یا کسی مکروہ خبر سن کر آواز نکالے تو صلوۃ باطل ہو جائے گی اور اگر کوئی کھانسا اور اہل صلوۃ میں سے کسی نے یرحمک اللہ کہا تو صلاۃ باطل ہو جائے گی کیونکہ یہ خلاف احترام ہے اور قرآن مجید توجہ سے سننا فرض ہے اور یہ اس میں رکاوٹ بھی ہے ۔

مسئلہ : دوران صلوۃ کسی شیء سے کھیلا یا کوئی اور لغو کام بالقصد کیا تو صلاۃ باطل ہو جائے گی ۔

امامت نماز کا بیان

مسئلہ : نماز جماعت سے قائم کرنا بہتر ہے کیونکہ اس میں نماز قضا ہونے کا امکان کم ہو جاتا ہے اور اہتمام خوب اچھی طرح ہوتا ہے لیکن جماعت کے ہر فرد پر تلاوت قرآن فرض ہے وہ سب تلاوت قرآن کرلیں اور پھر جب امام ان پر تلاوت کرے تو سب خاموش رہیں ۔

مسئلہ : فاسق امام نہیں بن سکتا کیونکہ صلوۃ کے لئے فاسق کو آگے بڑھانا اسکی تعظیم و تکریم ہے اور فاسق کی تکریم اسلام میں حرام اور باطل ہے عزت صرف اللہ کی ہے اور اپنی کتاب میں جگہ جگہ اللہ نے فاسق کو تذلیل کی اور لعنت کی ہے اور یہ کہ اللہ نے فاسق کو نظر انداز کرنے

اسے چھوڑنے کا حکم دیا ہے اعرض عن الجھلین (الاعراف:۱۹۹) یعنی "ظالموں کو نظر انداز کردے" وفرمایا فاعرض عن من تولی عن ذکرنا ولم یرد الا الحیوۃ الدنیا (النجم:۲۹) یعنی "توجس نے ہماری نصیحت سے منہ موڑا ہے تو اسے چھوڑدے اور اس نے تو بس دنیاوی زندگی کا ارادہ کیا ہے"۔

مسئلہ؛ نماز کا امام ہر وہ شخص بن سکتا ہے جو متقی ہو اور قرآن صحیح پڑھنا جانتا ہو اگرچہ ہم نے اجتہادی اختلاف رکھتا ہو کیونکہ امام سے یہ ہی مقصود ہے اگرچہ وہ عورت ہو یا خنثیٰ یا غلام یا اندھا یا ولد الزنا یا نابالغ لڑکا ہو کیونکہ اس کی ممانعت پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں نازل کی اور حدیث بھی ہے ابوداؤد نے عمرو بن سلمہ روایت کیا مختصر یہ کہ رسول اللہ نے فرمایا "تمہاری امامت وہ کروائے تو تم میں زیادہ قرآن پڑھا ہوا ہو اور میں اپنی قوم میں سب سے زیادہ حفظ قرآن رکھتا تھا لہذا میں نے ہی امامت کروائے اور میری عمر سات برس تھی" اور مرد کا امامت کروانا ہی بہتر ہے کیونکہ اسکی آواز میں ہیبت ہوتی ہے۔

مسئلہ : صفوں میں جوان عورت مرد ایک ساتھ کھڑے نہیں ہوسکتے بلکہ عورتوں صف لگ بنائی جائے چاہیئے صلوۃ کعبہ کے اردگرد ہی ادا کیوں نہ کی جارہی ہو لیکن افسوس کعبہ کے پاس یہ خرافات ہورہی ہوتی ہیں اور اس حالت میں مرد و عورت میں سے جس نے بھی ناجائز لطف اندوزی کی اسکی صلوۃ بھی باطل ہوجائے گی اور وہ کافر بھی ہوجائے گا۔

مسئلہ : امام اور مقتدی کی صلوۃ کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہوتا یعنی اگر امام کی صلوۃ باطل ہو تو مقتدی کی باطل نہیں ہوگی کیونکہ اس کی صلوۃ خرابی سے پاک ہے اور ہر ایک اپنے اعمال کے ضامن ہے کوئی دوسرے کا ذمہ دار نہیں یہ دین کا اصول ہے جو کئی ایات کریمہ سے ثابت ہے اور حدیث میں بھی ہے کہ عن أبي هريرة، أن رسول الله قال: يصلون لكم، فإن أصابوا فلكم، وإن أخطئوا فلكم وعليهم. رواه البخاري یعنی "وہ تمہیں صلوۃ قائم کرواتے ہیں تو اگر وہ درست ٹھریں تو تو یہ تمہارے لئے ہے اور اگر وہ غلطی کریں تو یہ تمہارے لئے ہے اور انکے نقصان میں ہے"۔

مسئلہ : مقلد کو امام بنانا جائز نہیں کیونکہ مقلد کافر مشرک ہے۔

نماز قتال کا بیان

مسئلہ : میدان قتال میں جب جماعت سے نماز قائم کی جائے تو مؤمنوں کا ایک گروہ امام کے ساتھ کھڑا ہوگا اور ان پر واجب ہوگا کہ وہ اپنے اسلحے لئے رہیں پھر جب وہ سجدہ کرلیں تو وہ دیگر مؤمنین کے پیچھے آجائیں تاکہ وہ انکا دفاع کرسکیں اور دوسری جماعت جس نے اقتدا نہیں کی ہے وہ آجائے اور وہ ابھی اپنے اسلحے اور سامان دفاع لئے رہیں اسے صلوۃ میں قصر بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ ناشکروں کے فتنے کی وجہ سے تھوڑی دیر کی صلوۃ قائم کی جاتی ہے جب کہ بلاعذر مختصر صلاۃ قائم کرنا ممنوع ہے جیسا کہ ہم بتاچکے ہیں اللہ نے فرمایا وإذا ضربتم في الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة إن خفتم أن يفتنكم الذين كفروا إن الكافرين كانوا لكم عدوا مبينا (۱۰۱) وإذا كنت فيهم فأقمت لهم الصلاة فلتقم طائفة منهم معك وليأخذوا أسلحتهم فإذا سجدوا فليكونوا من ورائكم ولتأت طائفة أخرى لم يصلوا فليصلوا معك وليأخذوا حذرهم وأسلحتهم ود الذين كفروا لو تغفلون عن أسلحتكم وأمتعتكم فيميلون عليكم ميلة واحدة ولا جناح عليكم إن كان بكم أذى من مطر أو كنتم مرضى أن تضعوا أسلحتكم وخذوا حذركم إن الله أعد للكافرين عذابا مهينا (۱۰۲) فإذا قضيتم الصلاة فاذكروا الله قياما وقعودا وعلى جنوبكم فإذا اطمأننتم فأقيموا الصلاة إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا (۱۰۳ : النساء) ترجمہ : "اور جب تم زمین لڑرہے ہو توان پر اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ تم نماز میں کمی کرو اگر تمہیں یہ خوف ہو کہ ناشکرے تمہیں فتنے میں ڈالیں گے یقینا ناشکرے تمہارے کھلے دشمن ہیں اور جب تو ان میں ہو پھر تو انکے لئے نماز ادا کرے تو ان کی ایک جماعت تیرے ساتھ کھڑی رہے اور اپنا اسلحہ لئے رکھیں پھر جب وہ سجدہ کریں تو وہ تمہارے پیچھے آجائیں اور دوسری جماعت جس نے اقتدا نہیں

کی ہے تووہ تیرے ساتھ اقتدا کریں اوروہ اپنا دفاعی سامان اوراسلحہ لئے رہیں اورناشکروں نے یہ پسند کیا ہے کہ کاش کہ تم اپنے اسلحے اور اپنے سامان سے غافل ہوجاؤتووہ تم پرایک ہی بار حملہ کردیں اوراگرتم پر کوئی تنگی نہیں ہے کہ تم اسلحہ رکھ دواگر تمہیں بارش کی وجہ سے اذیت ہویاتم مریض ہواوراپنا دفاعی سامان لئے رہویقیناالله نے ناشکروں کے لئے ذلت کی سزاتیار کررکھی ہے پھرجب تم نماز کو پورا کرچکو توکھڑے کھڑے اوربیٹھے ہوئے اورکروٹوں پرالله کا ذکر کروپھرجب تم مطمئن ہوجاؤتونماز قائم کرویقینا نمازباجماعت مؤمنین وقت بندھی ہوئی فرض ہے"

مسئلہ : صلاۃ میدان القتال میں ایک رکعت فرض ہے اوروہ پہلے سجدے پرہی ختم ہوجائے گی اوروہ مختصر صلاۃ ہوگی جیساکہ ایت کریمہ سے معلوم ہوتاہے لیکن عام حالت میں ایسانہیں ہے ۔

نمازجمعہ کا بیان

مسئلہ : جمعہ یعنی وہ دن جوجمعرات کے بعداورہفتے سے پہلے آتاہے ۔ صلوۃجمعہ ہراس صلوۃ کوکہیں گے جوجمعہ کے دن قائم کی جائے اگرچہ وہ عشاء ہی کیوں نہ ہوکیونکہ صلوۃجمعہ کواللہ نے الگ سے کوئی صلوۃ قرارنہیں دیابلکہ اللہ نے جمعہ کے دن قائم کی جانے والی صلوۃ کے اہمیت وحرمت زیادہ رکھی ہے عام صلوۃاورصلوۃجمعہ میں بس یہ ہی فرق اللہ جل شانہ نے بیان کیاکہ جب جمعہ کے دن پکاراجائے توبیچنا چھوڑدواورفوراسارے کام چھوڑکرصلوۃکی طرف جاؤیہ عمل ہرصلوۃمیں کرناہوگاجوجمعہ کے دن قائم ہوتوفرمایایاایھاالذین آمنوااذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعواالی ذکراللہ وذرواالبیع ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون (جمعہ :۰۹) یعنی "اے لوگوں جوتسلیم کرچکے ہوجب نمازکے لئے جمعہ کے دن پکاراجائے تواللہ کی نصیحت کی طرف دوڑواوربیچناچھوڑدویہ تمہارے لئے بہترہے اگرتم جانو" ۔

مسئلہ : جمعہ قائم کرنے میں گاؤں اورشہر کا کوئی فرق نہیں اورنہ ہی اس کے لئے امیرالمؤمنین یاکسی فاسق سلطان کی اجازت ضروری ہے اور مسافرپربھی جمعہ ہے کیونکہ اللہ نے اپنی آیت میں ایساکوئی فرق نہیں کیا۔

پانچ نمازوں پر تبصرہ :

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ نمازوں کی تعدادپانچ ہے اوراوقات تین ہیں یہ شیعہ امامیہ کاعقیدہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نماز کے اوقات اورانکی تعدادپانچ ہیں یہ عقیدہ اہل روایت اورتواتریوں (جواسلام میں دوحجت مانتے ہیں ایک قرآن اوردوسراوہ جوانکے نزدیک جناب ابراہیم سے چلاآرہاہے جنہیں وہ سنت کہتے ہیں اوریہ بھی نبی پروحی ہوا) کا ہے ۔

تواتریوں جن میں پاکستان میں سرفہرست جناب غامدی صاحب ہیں انکے نزدیک یہ پانچ نمازقرآن شریف سے توثابت نہیں ہیں لیکن یہ پانچ نمازیں نبی محمدسے پہلے سے مشرکین مکہ اداکرتے تھے بلکہ آدم علیہ السلام سے یہ پانچ نمازیں چلتی چلی آرہی ہیں پھران پر اعتراض ہواکہ جناب ابراہیم کا دین غیرمحفوظ ومشتبہ ومشکوک ہوگیاتھاان میں بدعات داخل ہوگئیں تھیں انکی کتاب محفوظ نہیں رہی تھی ضائع ہوگئی تھی توان میں کونسی بات ملت اورکونسی بدعت ہے کیسے پتہ چلااوررب تعالی اپنے بندے کوایسی مشکوک چیز کا مکلف نہیں کرسکتایہ اسکااصول ہے توانہوں کہاکہ اسکی تعیین وارشاد کے لئے اللہ نے نبی محمد پرایک اوروحی نازل کی ہے تویہ دووحی ہوگئیں قرآن شریف اورسنت تواب بات کھل کرسامنے آئی کہ دراصل یہ بھی راویتیوں کی طرح دووحی مانتے ہیں ایک قرآن حکیم اوردوسری روایتیں کیونکہ جنہیں یہ تواتری حضرات عملی دینی تواترکہہ رہے ہیں یہ بھی روایتوں اورراویوں سے ہی منقول ہے دوررسول میں کونسانماز کا طریقہ رائج تھایہ براہ راست بتانے والاتوکوئی بھی نہیں ہے یہ سب روایتوں سے ہی منقول ہے اوریہ روایتیں قرآن شریف کی مثل کوئی معجزہ نہیں ۔

تواتریوں نے یہ عقیدہ اس لئے نہیں اپنایا کہ اللہ کی کتاب اسکی گواہی دیتی ہے کہ ملت ابراہیمی قرآن شریف سے خارج بھی کہیں موجود ہے قرآن شریف تو بار بار یہ ندا کررہا ہے کہ اللہ کی کتاب ہدایت کے لئے کافی و شافی ہے جو عربی زبان میں نازل ہوئی ہے اور اس بات پر کوئی آیت نہیں کہ دین قرآن شریف سے خارج بھی ہے لیکن ہر زاویے سے دیکھنے کے بعد علم ہوگا کہ تواتریوں نے یہ دوسری وحی کا عقیدہ صرف ان بدعات کو حلال کرنے کے لئے پیدا کیا ہے جو دین اسلام میں داخل کردی گئی ہیں حکمرانوں نے اور منافق بزرگوں نے جو فرعون، قارون وہامان کے ہم درجہ ہیں جنھوں نے یہ باتیں نبی کے نام پر پیش کیں اور حکمرانوں نے انکا ساتھ دیا نہ کوئی تواتر ہے نہ کوئی قطعیت یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی کتاب کو چھوڑ کر کلام بشر و عمل بشر کو اپنا دین بنالیا اور بشر کو اپنا رب ٹھہرایا اور ان سب آیات کا انکار بھی کیا جو کفایت قرآن شریف کی گواہی دیتی ہیں اور انہیں صرف یہ شک ہے کہ اگر کفایت قرآن کے قائل ہوجائیں تو پانچ نمازیں کیسے حلال ہونگی اور بڑوں سے منقول تاریخ قرآن شریف کے مطابق نہیں ہے اور شیعہ ہوں یا روایتی یا تواتری سب پر یہ ہی حکم ہے۔

انی ظهیر الدین بن ذاکر الدین بن عبد البارئ بن عبد الجلیل قد صنفت هذه الرسالة شهر الربیع الاول من الف و اربعة مئة و اربعین و ثمانیة من السنة الهجریة و جمعت فیه ما رایت فی الصلاة من الاراء و الافکار و البراهین و الشبهات و ردها و ازالتها و ذکرت فیها کثیرا من مسائل الصلاة الحرکیة و ادعو الله ان یتقبل منی هذا السعی و یفید به الناس و یؤمن بالحق من یلیق به و لا یؤمن به من لا یتاهل به و سلام علی من اتبع الهدی۔